''دل گداز'' ایک عہد ساز رسالہ

ڈاکٹر محمد امین خاور، صدر شعبۂ اُردو، گورنمنٹ ڈگری کالج کاموں کے، گوجرانوالہ

Abstract

Abdul Haleem Sharar (1860-1926), novelist and writer, is a towering icon of urdu literature. He started a literary journal "Dilgudoz" in 1887, which continued till 1933. Sharar gathered his selected essays from "Dilgudoz" that appeared in the journal prion to 1920 and got them published in eight volumes. Later, Syed Mubarik Ali and Sons, Lahore Published this work in seven volumes. However, Muhammad Hassan Askari claimed in his book that Syed Mubarik Ali and sons had published eight volumes. He listed the name of the 8th volume as "Muqalat-e-Sharar" to support his claim. All later critics have followed this assertion. But, according to the writer's research, most of the essays contained in this 8th volume are already present in the Syed Mubarik Ali and sons orginal seven volumes.

عبدالحلیم شرر اپنے زمانے کے مقبول ادیب تھے۔ علم و ادب سے محبت ابتدا ہی سے شرر کی طبیعت کا حصہ تھی۔ انہوں نے اپنی عملی زندگی کا آغاز علمی و ادبی پرچے ''اودھ اخبار'' میں اسسٹنٹ ایڈیٹر کی حیثیت سے کیا۔ ادبی مجلّہ ''نقوش'' شخصیات نمبر میں ''اودھ اخبار'' میں شمولیت کا سن ۱۸۸۰ء درج ہے۔[۱] اس اخبار نے شرر کی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کیا۔ قلم کی روانی، طبیعت کا جوش و خروش اور مضامین کی فروانی کا یہ عالم تھا کہ ''اودھ اخبار'' کے صفحات محدود نظر آئے تو اپنے دوست عبدالباسط کے نام سے ہفت روزہ ''محشر'' کا اجرا کیا۔ اس اخبار میں تمام تر مضامین شرر کے زورِ قلم کا نتیجہ ہوتے۔ دو سال بعد منشی نولکشور نے شرر کو اپنا خاص نامہ نگار بنا کر حیدر آباد بھیج دیا۔ جس کی وجہ سے ''محشر'' کی اشاعت رُک گئی۔ کچھ عرصہ بعد حیدر آباد جا کر شرر نے ''اودھ اخبار'' سے استعفیٰ دیا اور واپس لکھنو آ گئے۔ ۱۸۸۷ء میں دوستوں کے مشورے سے ماہنامہ ''دل گداز'' جاری کیا۔ ڈاکٹر شریف احمد لکھتے ہیں:

> ''دل گداز'' شرر کی پوری زندگی کا رفیق و دمساز تھا۔ اس کے شماروں کا اوّل تا آخر مطالعہ اسے شرر اور شرریات کا آئین بنا کر پیش کر سکتا ہے اس میں نہ صرف شرر کے مضامین ہی ملتے ہیں بلکہ ان کے ناول، تاریخیں، سوانح عمریاں، ڈرامے اور مختلف اصناف پر لکھی گئی بیشتر تحریریں بھی ملتی ہیں۔ عصری مسائل اور حقائق پر ان کا اظہار بھی ہوتا ہے۔''[۲]

''دل گداز'' کی مقبولیت اور اس کی اشاعت اس قدر بڑھی کہ شرر نے ایک سال کے وقفے میں اس رسالے کی آمدن

سے دل گداز پریس قائم کر لیا۔ اس پرچے کی قدر و منزلت دیکھتے ہوئے شرر نے شاعرانہ مضامین کے ساتھ قسط وار ناول کے لیے سولہ (۱۶) صفحات کا اضافہ کر لیا۔ ''ملک العزیز ورجنا (۱۸۸۸ء)، حسن انجلینا (۱۸۸۹ء) اور منصور موہنا (۱۸۹۰ء)'' دل گداز پریس سے شائع ہوئے۔ ۱۸۹۰ء میں اُنہوں نے ایک اور ہفت روزہ ''مہذب'' جاری کیا۔ اس میں مشاہیر اسلام کی سوانح حیات شائع کی جاتی تھیں۔ لیکن چند ہی روز بعد نامساعدہ حالات کے پیش نظر رسالہ بند کر دیا گیا۔ مئی ۱۸۹۱ء کے دل گداز میں لکھتے ہیں۔ ''مہذب اپنے دوسرے سال کی زندگی شروع کرتے ہی بند ہوا۔'' ۳

۱۸۹۱ء میں شرر کو نواب حیدر آباد وقار الامرا بہادر کے بچوں کی دینی تعلیم و تدریس کے سلسلے میں انگلستان جانے کا پروگرام بنا تو ''دل گداز'' بند کر دیا گیا۔ بعض وجوہات کی بنا پر انگلستان جانے میں تاخیر ہونے لگی تو ۱۸۹۳ء سے حیدر آباد میں رہتے ہوئے لکھنو سے رسالے کی اشاعت دوبارہ شروع کر دی۔ مگر اکتوبر ۱۸۹۳ء میں انگلستان روانگی کی وجہ سے اِس کی اشاعت پھر بند ہو گئی۔ قیامِ انگلستان کے دوران (۱۸۹۳ء۔ ۱۸۹۶ء) شرر کی تحریریں منظرِ شہود پر نظر نہیں آتیں لیکن یہاں یہ بات خوش آئندہ ہے کہ انہوں نے یورپی تہذیب و تمدن کا بڑے غور و فکر سے مطالعہ کیا۔ فرانسیسی بھی سیکھی۔ نئے عزم و استقلال کے ساتھ جب ہندوستان واپس آئے تو اِن تجربات و مشاہدات اور سیر و سیاحت کو ''دل گداز'' کے صفحات پر بکھیر دیا۔ اِس مرتبہ ۱۸۹۷ء سے ''دل گداز'' کا آغاز لکھنو کی بجائے حیدر آباد سے کیا۔ ۱۸۹۸ء کے اواخر میں شرر نے حضرت بی بی سکینہؓ کی سوانح عمری کی اشاعت شروع کی۔ شرر نے حضرت بی بی سکینہؓ سے متعلق جو تحقیقی مواد پیش کیا اس وجہ سے مذہبی حلقوں میں اشتعال پھیل گیا۔ عوامی احتجاج کو مدنظر رکھتے ہوئے ''دل گداز'' بند کرنا پڑا۔ جس کی وجہ سے شرر حیدر آباد سے لکھنو منتقل ہو گئے اور لکھنو سے اس رسالے کی اشاعت پھر شروع کی۔ یہاں آ کر مضامین کے ساتھ ناول ''ایام عرب''، ''فردوس بریں''، ''مقدس نازنین'' اور ''ڈاکو کی دلہن'' شائع کیے۔ شرر نے اپنے دوست سید حسن شاہ کے ساتھ مل کر ایک پندرہ روزہ رسالہ ''پردہ عصمت'' جاری کیا۔ اِس رسالے کا تمام مواد شرر کی ہی کاوش کا نتیجہ تھا۔ پردہ کی مخالفت میں اسی رسالے سے ایک ناول ''بدر النساء کی مصیبت'' شائع کیا۔ بعد میں پردہ کے ہی موضوع پر شرر نے ایک ڈراما ''میوہ تلخ'' بھی لکھا۔

جون ۱۹۰۱ء میں نواب نے مولانا کو حیدر آباد طلب کیا۔ اس طلبی پر شرر کو دونوں رسالے بند کرنا پڑے۔ مولانا حیدر آباد جانے پر مجبور تھے کیونکہ وہ ریاست کے ملازم تھے۔ ان کی تنخواہ باقاعدگی سے انہیں لکھنو میں مل جایا کرتی تھی۔ شرر جب حیدر آباد پہنچے تو کچھ عرصہ بعد نواب وقار الامرا وفات پا گئے۔ نئے حکمرانوں کو شرر کی خدمات سے کوئی واسطہ نہ تھا اس لیے اُنہوں نے ملازمت منقطع کر دی۔ ۱۹۰۴ء میں شرر لکھنو آ گئے۔ ''دل گداز'' کے ساتھ ہی ایک پندرہ روزہ رسالہ ''اتحاد'' بھی نکالا۔ اس میں ہندو مسلم اتحاد پر مضامین شائع ہوتے تھے۔ لیکن ڈیڑھ سال بعد یہ رسالہ بند ہو گیا۔ جولائی ۱۹۰۴ء سے ''دل گداز'' میں ناول ''شوقین ملکہ'' کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ اگست ۱۹۰۵ء میں شرر نے ''تاریخ حروب صلیبیہ'' مکمل کی اور ''دل گداز'' میں ''تاریخ سندھ'' شائع کرنا شروع کی۔ شرر نے اپنے دوست مولوی سعید الحق کے نام سے رسالہ ''العرفان'' جاری کیا۔ اس رسالہ میں شرر نے مشاہیر اسلام کی سوانح عمری کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۹۰۶ء میں حضرت جنید بغدادیؒ، ۱۹۰۷ء میں حضرت ابوبکر شبلیؒ کی سوانح اور ایک ناول ''فتح اندلس'' تصنیف کیا۔ ابھی تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری تھا کہ حیدر آباد میں محکمہ تعلیم میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے عہدہ پر نامزد ہوئے۔ ''دل گداز'' اور ''العرفان'' بند ہو گئے۔ نظام دکن کی اجازت سے ''دل گداز'' کا دفتر حیدر آباد

منتقل کر کے اس رسالے کو جاری کیا۔ اس دوران انہوں نے اسی رسالے میں دو ناول ''آغا صادق کی شادی'' اور ''ماہ ملک'' لکھے۔ نظام کسی بات پر شرر سے ناراض ہوئے اور ان کی ملازمت ختم کر دی گئی۔ انہیں حیدرآباد سے چلے جانے کا حکم ملا۔ اس بارے عاشق ہرگانوی لکھتے ہیں:

> ''شرر اس مصیبت میں تنہا نہیں تھے۔ ان کے شریک سفر مولوی عزیز مرزا، مولانا ظفر علی خاں اور مولوی صفی الدین بھی تھے کہ ان پر بھی نظام کی سرد مہری کا وار چلا تھا اور وہ بھی اپنے ناموس عزّ و شرف کو اپنے سینے سے لگائے حیدرآباد کی قلمرو سے باہر رہنے پر مجبور کر دیئے گئے تھے۔''[۴]

''دل گداز'' کئی بار بند ہوا پھر جاری ہوا۔ شرر محسوس کر رہے تھے کہ قارئین کو ان کا یہ انداز پسند نہیں آیا۔ لکھتے ہیں: ''زمانے کے انقلاب سے جدید سبق حاصل کرنے کے بعد ہم نے قطعی ارادہ کر لیا ہے کہ اب دل گداز برابر استقلال سے اور وقت پر نکلتا رہے۔''[۵] شرر کے قلم کا اثر تھا یا یہ وقت قبولیت کا تھا کہ اس کے بعد ''دل گداز'' اُن کی وفات تک بند نہ ہوا۔ اس دوران مضامین کے ساتھ ساتھ ناول نگاری بھی جاری رہی۔ ۱۹۱۵ء میں ایک ماہنامہ ''دل افروز'' جاری کیا۔ اس رسالے میں اعلیٰ درجے کے ناول شائع ہوتے تھے۔ شرر کا ناول ''مفتوح فاتح'' اور ''جویائے حق'' اس میں شائع ہوئے۔ ۱۹۱۶ء میں ایک اور ماہنامہ ''مورّخ'' کا آغاز ہوا۔ ڈاکٹر شریف احمد لکھتے ہیں:

> ''بحیثیت ایڈیٹر اس پر نام، محمد صدیق حسن (شرر کا بیٹا) کا ملتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اصل ایڈیٹر شرر ہی تھے۔ قارئین میں تاریخ سے بڑھتی ہوئی دلچسپی کے پیش نظر اس رسالہ کا اجرا عمل میں آیا۔ یہ رسالہ پانچ جز یعنی اسّی صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔ اس میں شرر کے تاریخی مضامین کے علاوہ ''تاریخ ارض مقدس'' چھپی۔''[۶]

شرر کے انتقال کے بعد ''دل گداز'' ان کے فرزند محمد صدیق حسن نے اورنگ آباد سے شائع کیا اس میں بھی شرر ہی کی تحریریں شامل ہوتیں۔ ''من آنم'' کے عنوان سے محمد صدیق نے شرر کی آپ بیتی شائع کی جو اُن کی وفات کے بعد ''دل گداز'' میں چھپی۔ ۱۹۳۲ء میں یہ رسالہ ایک سال کے لیے بند ہو گیا۔ ۱۹۳۳ء میں اُنہوں نے پھر جاری کیا اسی سال کے آخری شمارے میں اس کے بند ہونے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ شرر کی چالیس سالہ زیر ادارت ''دل گداز'' کے ۲۸ سال ۲ ماہ کے پرچے ملتے ہیں اور گیارہ سال گیارہ ماہ تک اس کی اشاعت بند رہی۔

شرر کا قلم ہر وقت لکھنے کے لیے بے قرار رہتا تھا۔ وہ کتنے ہی کام ایک ساتھ کرتے تھے۔ ''دل گداز'' کے ساتھ ساتھ اُنہوں نے دوسرے رسائل اور اخبارات کے لیے بھی لکھا۔ ایک طرف مضمون لکھے جا رہے ہیں تو دوسری طرف ناول، ایک طرف تاریخ لکھی جا رہی ہے تو دوسری طرف سوانح عمریاں۔ ''من آنم'' میں انہوں نے اپنی زود نویسی کا احوال کچھ اِن الفاظ میں بیان کیا ہے:

> ''ان دنوں مجھے لکھنے اور کام کرنے کی مشق اس قدر چڑھی ہوئی تھی کہ اکیلا تین تین کاتبوں کے لیے کام مہیا کرتا تھا اور معمولاً یہ حالت ہو گئی تھی کہ ایک کاتب کو ایک پرزہ مضامین دل گداز کا کاٹ کر دے دیا دوسرے کو ''مہذب'' کا مضمون لکھ کر دیا۔ تیسرے کو ناول کے مضمون کا پرزہ دیا اور پھر پہلے کے لیے لکھنے لگا اور جو کاتب مانگتا بغیر اس کے کہ اس کا حرج ہووے مضمون تیار ملتا۔''[۷]

شرر نے علم و فن کے جس کوچے میں قدم رکھا وہاں اپنی عظمت کا لوہا منوایا، جس کا ثبوت اُن کی تخلیقات ہیں۔ ''دل

گداز'' کی مقبولیت نے تین دور دیکھے پہلا دور وہ تھا جب ہندوستان میں چارسو اسی کا شہرہ تھا۔ اسی زمانے میں ''پیام یار''، ''گلچیں''، ''اودھ پنچ''، ''مرقع عالم''، ''الندوہ''، ''معلومات'' اور نقاد جیسے مؤقر رسالے بھی نکلتے تھے پھر ایک دور وہ آیا جب ''مخزن''، ''الناظر'' اور ''زمانہ'' جیسے رسائل نے اُردو ادب کے قارئین کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لی لیکن ''دل گداز'' کی شہرت میں کوئی فرق نہ آیا۔ تیسرے دور میں اچھے ادبی رسالوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا جس کی وجہ سے ''دل گداز'' کے پڑھنے والوں کا نیا حلقہ محدود ہونے لگا۔ اس کی وجہ ''دل گداز'' پڑھنے والوں کی عمریں چالیس سال سے زیادہ ہو چکی تھیں۔ شرر نے ایک سے زیادہ بار اعلان کیا کہ آئندہ ''دل گداز'' میں مدیر کے علاوہ دوسرے ادیبوں کو بھی جگہ دی جائے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ''دل گداز'' میں پچانوے فیصد تخلیقات شرر ہی کی ہوتیں۔ ان کے علاوہ جن مصنفین اور شعرا نے ''دل گداز'' میں لکھا اُن کی تعداد ستاون (۵۷) کے قریب ہے۔ ۸؎ اس میں حیرانی شروانی، جگر مراد آبادی، مولوی شبلی نعمانی، مولوی عبدالحق، امیر مینائی اور میر علی حیدر نظم طباطبائی جیسی ادبی شخصیات بھی شامل تھیں۔ ۱۹۲۰ء میں ''دل گداز'' کے مضامین کو آٹھ جلدوں میں ''دل گداز پریس'' سے شائع کیا گیا۔ ان جلدوں کے عنوانات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ **شاعرانہ و عاشقانہ (دو حصے)** اس حصے میں ۱۸۸۷ء سے لے کر ۱۹۰۱ء تک کے منتخب مضامین شامل ہیں۔

۲۔ **تاریخی و جغرافیائی (دو حصے)** اس حصے میں جولائی ۱۸۸۸ء سے لے کر نومبر ۱۹۱۲ء تک کے منتخب مضامین شامل ہیں۔

۳۔ **گذشتہ لکھنو:** جنوری ۱۹۱۴ء سے دل گداز کے صفحات پر یہ مضمون ''ہندوستان میں مشرقی تمدن کا آخری نمونہ'' کے عنوان سے قسط وار شائع ہونا شروع ہوا اور اڑتالیس (۴۸) قسطوں میں نومبر ۱۹۱۸ء کو مکمل ہوا۔ بعد میں مضامین کے مجموعوں کے ساتھ ''گذشتہ لکھنو'' کے نام سے منظر عام پر آئی۔

۴۔ **آغاز و اختتام سال:** جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس میں ۱۹۲۰ء تک دل گداز کے سال کے آغاز و اختتام اداریے شامل ہیں۔

۵۔ **ادب و تحقیق، مسائل:** اِس میں ادب و تحقیق جیسے دقیق موضوعات شامل کیے گئے ہیں۔

۶۔ **اصلاح قوم و ملت:** قومی و اصلاحی مضامین کا اِس میں مذکور ہیں۔

۷۔ **تاریخی واقعات پر خیال آرائی:** اِس مجموعے میں تاریخ کے گم شدہ اوراق کو زندہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۸۔ **نظم و ڈرامہ:** اِس حصے میں شرر کی شعری تخلیقات اور تحقیقی مضامین شامل ہیں۔

۱۸۸۷ء تا ۱۹۲۰ء تک وہ مضامین جو مذکورہ بالا کتب میں شامل نہ ہو سکے اُن کی ذیل میں فہرست پیش کی جاتی ہے۔

۱۸۸۷ء: لندن میں خانہ خدا (جنوری، فروری) (دو قسطیں)، صبر (جون)، سلطان عالم واجد علی شاہ مرحوم (اکتوبر) افلاس اور زنا (نومبر)، انجمن حمایت اسلام لاہور (دسمبر)۔ گذشتہ اہل اسلام کی علمی ترقی (جنوری)، ہمارا جدید ناول (جنوری)، قیصر باغ میں اسلام کا رُعب و ادب (اپریل)، انجمن دارالسلام لکھنو (جولائی)۔

۱۸۸۹ء: دل گداز کے ایک مربی کا جشن عروسی (جون)، لگا رہا ہوں مضامین تازہ کا انبار، خبر کرو مرے خرمن کے خوشر (جون)، جب کاروانِ شہر مدینہ لٹا ہوا پہنچا قریب شام کے قیدی بنا ہوا (اکتوبر)۔

۱۸۹۳ء: گذشتہ عورتوں کی لیاقت (جنوری)، عاشقانہ مضامین (مارچ)، عراق عرب (مئی)۔

۱۸۹۷ء: ہم اور ہماری غیبت (مارچ)، دل گداز اور ہندو قدردان (مئی)، معرکہ یونان و روم (مئی)، ایک تاریخی واقعہ (راجہ ڈلورائے کے زمانے کا) (نومبر)، اِنَّ مِنَ الْبَیَّانِ لَسِحْرًا (دسمبر)۔

۱۸۹۸ء: وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰی (جنوری)، وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰی (فروری)۔

۱۹۰۰ء: اسلامی مداحل و مخارج (جنوری)، ہلال اور تارہ (فروری)، آنریبل جسٹس امیر علی سی آئی ای (اپریل)، یونانی علوم طبیعہ کی قدیمی تاریخ (اپریل)، شفق (جولائی)۔

۱۹۰۴ء: خلوص (جولائی)، دین عیسوی کی ترقی کے اسباب (اکتوبر)۔

۱۹۰۵ء: (دل گداز اس کا لٹریچر (مارچ، اپریل، جولائی)، وفائے عہد (جولائی)۔ مثنوی گلزار نسیم (مارچ، اپریل، جولائی)۔

۱۹۰۶ء: یادگار دربارِ اسلام (مارچ)۔

۱۹۰۸ء: میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا (اس میں شرر نے مولوی عبدالحق کے مضمون ''ایک بت شکن یورپین'' کی تمہید باندھی ہے جو شمارہ اگست کے ص ۳ پر چھپا تھا)۔

۱۹۱۲ء: بہادروں کا رعب (اپریل)، دوست نما دشمن (جولائی)۔

۱۹۱۳ء: میر علی شیر (ستمبر)۔

۱۹۱۴ء: سعی بے حاصل (اگست)، آہ شبلی آہ! (نومبر)، وزارت دکن کے متعلق ایک ریمارک (نومبر)، موجودہ نعمتوں کی بے قدری (دسمبر)۔

۱۹۱۵ء: حالی مرحوم (جنوری)، کوریا (جولائی)۔

بعد ازاں انہی آٹھ جلدوں کو سید مبارک علی گیلانی پریس لاہور نے ترتیب تبدیل کر کے غیر ضروری اضافوں کے ساتھ از سر نو سات جلدوں میں شائع کیا۔ ڈاکٹر حسن عسکری سے لے کر تمام محققین نے ان سات جلدوں کو آٹھ قرار دے دیا اور آٹھویں جلد کا نام ''مقالات شرر'' لکھا ہے جبکہ یہ جلد سید ظہور الحسن قومی پریس دہلی سے ۱۹۲۴ء میں شائع ہوئی۔ اس میں شامل سینتیس (۳۷) مضامین میں سے سات مضامین کے علاوہ تمام مضامین پہلی جلدوں میں شامل ہیں۔ ان سات مضامین میں سے عبدالحلیم شرر کا صرف ایک مضمون شامل ہے۔ باقی چھے مضمون شرر کے لکھے ہوئے نہیں بلکہ دیگر مصنفین کی تخلیقات ہیں تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

نمبر شمار	عنوان و مصنف	مقالات شرر (صفحہ نمبر)	دل گداز کا شمارہ جس میں شائع ہوا	دل گداز کا صفحہ نمبر
۱	غم جدائی از ناصر علی عباس جے پوری	۳۲ـ۳۵	اکتوبر ۱۹۰۴ء	۱۲ـ۱۵
۲	خلوص از عبدالحلیم شرر	۶۰ـ۶۴	جولائی ۱۹۰۴ء	۹ـ۱۲
۳	یاس از سید عبدالمجید	۱۱۸ـ۱۲۵	نومبر ۱۹۰۴ء	۱ـ۶

۴	سراپائے سخن از عزیز مرزا	۱۲۵۔۱۳۳	نومبر، دسمبر ۱۹۰۴ء	نومبر ۶۔ ۱۶ دسمبر ۱۔۴
۵	گم شدگان سلف از نادر علی خاں کاکوروی	۱۳۸۔۱۴۰	جنوری ۱۹۰۱ء	۶۔۱۰
۶	گور غریباں از بدر الزماں	۱۴۰۔۱۴۴	نومبر ۱۹۰۸ء	۱۲۔۱۳
۷	فصلِ بہار از حیرانی شروانی	۱۴۴۔۱۴۶	اپریل ۱۸۸۹ء	۱۱۔۱۴

۱۹۲۰ء کے بعد کے تمام مضامین ''دل گداز'' کی فاعلوں میں موجود ہیں۔ ان مضامین کو کتابی صورت میں شائع کر کے محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ عبدالحلیم شرر کا شمار اُردو ادب کے عظیم محسنوں میں ہوتا ہے۔ جس طرح اُن کی شخصیت تاریخ ادب میں اعلیٰ وارفع مقام کی حامل ہے، اسی طرح اُن کا ماہنامہ ''دل گداز'' قابل قدر علمی و ادبی خدمات اور معیار کے لحاظ سے نہ صرف عوام الناس بلکہ ادبی حلقوں میں بھی تحسین کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ تقریباً ایک صدی گذر جانے کے باوجود اس کی اہمیت وافادیت میں آج بھی کوئی فرق نہیں آیا۔ ''دل گداز'' کا ادبی سفر چالیس برسوں پر محیط ہے۔ اس عرصے میں اس رسالے نے کئی نشیب و فراز دیکھے لیکن شرر نے ادب کا پجاری ہونے کا بھرپور ثبوت دیا ہمت نہ ہاری جب تک کہ فرشتہ اجل نے ان کے ہاتھوں سے قلم نہیں چھینا۔ محمد صدیق حسن اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''آٹھ دس مہینے قبل آپ کو ایک دماغی شکایت پیدا ہوئی اور ڈاکٹروں اور طبیبوں نے متفقہ طور پر یہ رائے دی کہ اب آپ دماغی کام چھوڑ دیں۔ آپ کے وہ الفاظ میں کبھی نہ بھولوں گا جو آپ نے اس اثنا میں مجھے تحریر فرمائے کہ حکیم اور ڈاکٹر یہ تجویز کرتے ہیں کہ اب میں دماغی کام چھوڑ دوں۔ مگر تم ہی بتاؤ کہ لکھنا پڑھنا چھوڑ دوں تو پھر کیا کروں۔ میرے لیے اس کے چھوڑ دینے سے مر جانا بدرجہا زیادہ آسان ہے۔''[۹]

شرر نے ''دل گداز'' کے ذریعے اتنا زیادہ اور ایسا لٹریچر پیدا کر دیا جس پر اُردو زبان ہمیشہ ناز کرتی رہے گی۔ ناول نویسی کا فن اُردو میں آپ ہی کی ذات سے شروع ہوا اور انہوں نے ہی اسے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ تاریخی ناول کو جس آسان اور دلچسپ طریقے سے زبان اُردو میں رواج دیا وہ شرر ہی کا حصہ تھا اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قارئین میں تاریخی ذوق وشوق پیدا ہو گیا۔ فردوس بریں میں علی وجودی اور فلورا فلورنڈا میں ''بولا جیس'' کے زندہ اور جیتے جاگتے کردار متعارف کروائے جو کبھی فراموش نہیں کیے جا سکتے۔ شرر نے ''دل گداز'' میں نہ صرف خود لکھا بلکہ تاریخی ناول کے ساتھ ساتھ شاعرانہ مضامین، سوانحی ادب، تحقیق و تنقید، قومی و اصلاحی مضامین، تاریخ، نظم و نثر کو زندہ و جاوید رکھنے کی کوشش کی اور نامور ادباء وشعرا کو متعارف کروایا۔ اگر ہم ہندوستان کی ادبی تاریخ کا جائزہ لیں تو ''دل گداز'' کا عہد سیاسی افراتفری اور معاشی ناہمواریوں کا عہد تھا۔ ملک میں مختلف فسادات کا سلسلہ جاری تھا وہ لوگ جو صدیوں سے آپس میں اکٹھے رہ رہے تھے وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے ان مساعدہ حالات میں ''دل گداز'' ایک طرف تو اُردو ادب کا دامن مختلف علوم وفنون سے وسیع کر رہا تھا تو دوسری طرف کے ادباء و

شعرا کے لیے اتحاد و یگانگت کے مرکز کا کردار بھی ادا کر رہا تھا۔

''دل گداز'' کے شماروں پر پھیلے رنگارنگ موضوعات کے مطالعہ سے یہ بات نکھر کر سامنے آتی ہے کہ اُردو زبان کی ترویج و ترقی اس جریدے کا بنیادی مقصد ہے اس حوالے سے ''دل گداز'' کے ہر شمارے کو ایک کامیاب کوشش قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ شرر جیسے ادیب کی ادارت ہو تو ''دل گداز'' سنہری حروف سے کیوں نہ آراستہ و پیراستہ ہو۔ دل گداز کی فاعلوں کو جب دیکھتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ شرر بہت محنتی تھے۔ ان کا قلم ہر وقت لکھنے کے لیے بے قرار رہتا تھا۔ شرر نے بہت سی اصناف پر طبع آزمائی کی۔ اتنے وسیع میدان پر لکھنا کسی ایک شخص کے بس کی بات نہیں معلوم ہوتی لیکن ان کی محنت اور کاوش نے اس بات کو غلط ثابت کر دیا۔ ڈاکٹر فاروق عثمان لکھتے ہیں: ''مولانا کے مضامین زندگی کی بوقلمونی کے آئینہ دار ہیں سیاسی، سماجی، اقتصادی، ثقافتی زندگی کا کون سا پہلو ہے کہ جس پر اُنھوں نے قلم نہیں اُٹھایا۔''[۱۰] لہٰذا اس امر کا اظہار بلا خوف و تردید کیا جا سکتا ہے کہ ''دل گداز'' اپنے مضامین، ناول، سوانح عمریاں، تحقیقی و تنقیدی مضامین اور پر مغز اداریوں کی بنا پر اپنے عہد کے تازہ تر ادب کا جدید اشاریہ ہے۔ صحافتی دُنیا میں جب بھی کوئی محقق عظیم جریدوں کی فہرست تیار کرے گا تو ''دل گداز'' کے بغیر اُس کی کاوش ادھوری تصور کی جائے گی۔

حوالہ جات وحواشی:

۱۔ خاکی قزلباش، مولانا عبدالحلیم شرر، مشمولہ: نقوش (شخصیات نمبر)، لاہور: س۔ن، ص: ۴۵

۲۔ شریف احمد، ڈاکٹر، عبدالحلیم شرر شخصیت اور فن، دہلی: گوہر پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء، ص: ۷۵

۳۔ ''دل گداز''، مئی ۱۸۹۱ء، ص: ۳

۴۔ مناظر عاشق ہرگانوی، ڈاکٹر، عبدالحلیم شرر بحیثیت شاعر، نئی دہلی: موڈرن پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۹۰ء، ص: ۴۱

۵۔ ''دل گداز''، جنوری ۱۹۱۰ء، ص: ۴

۶۔ شریف احمد، ڈاکٹر، عبدالحلیم شرر شخصیت اور فن، ص: ۸۵

۷۔ ''دل گداز''، مئی ۱۹۳۴ء، ص: ۹۹

۸۔ محمد قمر سلیم، اشاریہ دل گداز، دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان، ۲۰۰۳ء، ص: ۶۲۔۶۳

۹۔ محمد صدیق حسن، ''دل گداز''، جنوری ۱۹۲۷ء، ص: ۱۔۲

۱۰۔ فاروق عثمان، ڈاکٹر، نگاہ شوق، ملتان: بیکن بکس، ۲۰۰۷ء، ص: ۲۳

II